اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

مصباح

احمدی خواتین کا
مذہبی علمی اور ادبی
ماہوار رسالہ

چندہ سالانہ
دو روپے

جو قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی پندرہ ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

بابت ماہ شعبان ۱۳۶۰ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۱ء

ماہ تبوک ۱۳۲۰ ہش

جلد ۱۵ — نمبر ۷

ایڈیٹر

محمد یعقوب مولوی فاضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اے خُدا اب پھیر دے دِن گردشِ ایّام کے"

"یادِ ایامِ سلف نے، پھر مجھے تڑپا دیا"
اُف! کلیجے کو مسوسا، ہائے دل برما دیا

تھی تصوّر کے نہاں خانے میں، مَیں کھوئی ہوئی
یک بیک ماضی کے نقشے نے مجھے چونکا دیا

جب مقدر روزِ روشن کی طرح تھا تابناک
ولولوں کو، کامرانی نے تھا جب گرما دیا

جب، نئے ارماں ابھرے تھے، نئے انداز سے
جب، تخیّل عرش کے اُس پار تھا پہنچا دیا

کیا کہوں، تھیں کوثر و تسنیم کی نہریں رواں
چشمۂ علم و ہُنر تھا اس طرح پھیلا دیا

جنّت الفردوس کی سی، نکہتیں پھیلی ہوئیں
گلشنِ عالم کو تھا، کچھ اس طرح مہکا دیا

تھا ترنّم ریز جوئے صدق کا آبِ رواں
نغمۂ توحید پھر انسان کو سِکھلا دیا

بسکہ تھے بیگانہ انساں زندگی کے راز سے
ہم نے ان بھٹکے ہوؤں کو راستہ دِکھلا دیا

سرد کر کے گرم بازاری جفا و جور کی!
پھر سبق "لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ" کا پڑھوا دیا

تھی جہاں، سرمایہ داری کی ستمگاری وہاں
خادم و مخدوم کو، بھائی بہم بنوا دیا

سُنتے ہی یہ "لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ"
کاہلی کو، پائے چُست و چاق نے دفنا دیا

امتیازِ رنگ و خوں کی الجھنوں کو توڑ کر
پھر مساواتی عَلَم اُونچا بہت لہرا دیا

الغرض، دِل کھینچ لیتی تھی ادائے باوقار
خوگرِ ضبط و تحمل نے جہاں بدلا دیا

آہ! لیکن آج؟ سینے میں تڑپ اٹھتا ہے دِل
وائے اے چرخِ ستمگر! کیا سے کیا دِکھلا دیا

چشمِ حسرت سے ہیں جاری، اشک خونیں اے شمیم
ہائے اس افتاد نے ہے رُوح کو کلپا دیا

پھر اُلٹ دے ورق، اُس رنگین صبح و شام کے
"اے خُدا اب پھیر دے دن، گردشِ ایّام کے"

شمیم از [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رمضان المبارک کی آمد

رمضان کا مبارک مہینہ جو ہر سچے مومن کے لئے روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے کے مبارک دن ہیں۔ اب بالکل قریب آ گئے ہیں۔ ہماری سب بہنیں پوری کوشش سے ان دنوں میں اپنے اندر خاص تبدیلی پیدا کرنے کی تیاریاں کر رہی ہونگی۔ درحقیقت روزے انسان کے تزکیہ نفس کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اور روحانی ترقی میں ان کا بہت بڑا دخل ہے۔ نماز سے اتر کر اسلامی عبادات کا دوسرا رکن ہیں۔ خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ کہ رمضان کے مہینہ میں ہی قرآن اُتارا گیا تھا۔

روزوں کی فضیلت اس امر سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ہر مذہب کے پیرو کسی نہ کسی رنگ میں روزے رکھتے ہیں۔ ہندو بھی برت رکھتے ہیں۔ یہودی بھی روزے رکھتے ہیں۔ عیسائی بھی کئی صدیوں تک روزوں کے پابند رہے۔ اور اب بھی ان کا ایک بہت بڑا فرقہ رومن کیتھولک ہر سال چالیس روزے رکھنے کا پابند ہے۔ ان سب مذاہب میں تو روزہ مختلف اغراض و مقاصد کے لئے رکھا جاتا ہے۔ مگر اسلام نے روزہ کی صرف ایک ہی غرض بیان فرمائی ہے۔ اور وہ خداتعالیٰ کا قرب اور اس کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ الصوم لی وانا اجزی بہ کہ انسان کی اور عبادتیں تو اُس کے اپنے فائدہ کے لئے ہیں۔ لیکن روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا ہوتا ہوں۔ روزہ افطار کرنے کے وقت جو دعا پڑھنے کی آپ نے ہمیں تعلیم دی۔ اُس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ روزہ صرف رضاء الٰہی کے حصول کی خاطر رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ یہ دُعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَ عَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔

غرض روزے کی غرض صرف خدا کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ مگر اس میں حکمتیں بہت ہیں۔ خداتعالیٰ کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اسی طرح روزوں میں بھی بہت سے فوائد اور حکمتیں ہیں۔

قرآن کریم میں خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ یعنی اے لوگو! روزوں میں ایک حکمت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ تمہیں خداتعالیٰ کا ذکر کرنے کا موقع ملتا ہے۔ وہ اسطرح کہ روزہ رکھکر انسان کھانے پینے کے جھگڑوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور اسے بہت سا فارغ وقت مل جاتا ہے جسمیں وہ ذکر الٰہی کر سکتا ہے۔ دوسری حکمت یہ بیان فرمائی۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ کہ ان سے شکر گذاری کا مادہ تمہارے اندر پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جبتک انسان کے پاس ایک نعمت رہتی ہے۔ اُس وقت تک اُسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس کی قدر نہیں ہوتی۔ لیکن جب وہ چھینی جاتی ہے۔ تو اُس کی قدر کرتا ہے۔ اسی طرح جب انسان روزہ رکھکر تمام دن بھوکا پیاسا رہتا ہے تو اُسے پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُسے کس قدر نعمتیں دے رکھی ہیں۔ اور کتنا اُسے آرام ملا ہُوا ہے۔ اس طرح خدا کی شکرگذاری کا مادہ اس کے اندر پیدا ہوتا ہے۔

تیسری حکمت روزوں کی یہ بیان فرمائی کہ لعلکم تتقون۔ تم اس کے ذریعہ تکلیفوں سے بچ جاؤ۔ بظاہر یہ امر قابلِ تعجب ہے۔ کہ روزوں سے انسان تکلیفوں سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ روزہ رکھ کر تو اُسے اور بھی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو واقع میں یہ تکلیفوں سے نجات پانے کا گُر ہے۔ اوّل تو اس طرح کہ امیر لوگوں کو جو سارا سال اعلیٰ غذائیں کھاتے ہیں۔ اپنے غریب بھائیوں کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے۔ اور وہ اُن کی مدد کرکے ان کو تکلیف سے نجات دیتے اور اپنی قوم کے لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

دُوسرے اس کے ذریعہ انسان تکلیف برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور جب کبھی اُسے دین کے راستے میں کوئی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ وہ آسانی سے اُسے برداشت کرلیتا ہے۔

چوتھی حکمت روزوں میں یہ ہے کہ یہ انسان کو گناہوں سے بچاتے ہیں۔ گناہ مادی لذات کی طرف جھکنے کا نام ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ جب انسان کسی کام کا عادی ہو جاتا ہے۔ تو وہ اُسے چھوڑ نہیں سکتا مگر جب اس میں یہ طاقت ہو کہ اپنی مرضی پر اُسے چھوڑ دے تو پھر وہ خواہش اُس پر غلبہ نہیں پاتی۔ [illegible] ایک شخص روزوں میں تمام اُن لذتوں کو جو بعض اوقات اُسے گناہوں کی طرف کھینچتی ہیں، خدا کی خاطر چھوڑ دیتا ہے اور ایک مہینہ برابر اپنے نفس پر قابو پانے کی عادت ڈالتا ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ان لالچوں کا مقابلہ آسانی سے کرسکتا ہے۔ جو اُسے گناہ کی طرف کھینچتے ہیں۔

پانچویں حکمت یہ ہے کہ ان سے رُوحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ ان دنوں رات کو کھانا کھانے کے لئے اٹھنا پڑتا ہے جس سے نوافل وغیرہ پڑھنے کا موقع ملتا ہے اور جب بندہ اپنے آرام کو خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس کی طرف متوجہ ہوتا اور اس کی رُوح کو طاقت بخشتا ہے۔

اس مہینہ میں دُعائیں بھی خاص طور پر قبول ہوتی ہیں۔ اور ہر شخص کے لئے موقع ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرکے اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان۔ کہ میں ان دنوں میں اپنے بندوں کی پکار سُننے کے لئے بالکل قریب ہوتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے پکارتے ہیں۔ میں اُن کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔

چھٹی حکمت یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنتا ہے۔ اور اسکی صفات سے مشابہت حاصل کرتا ہے خدا تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ اُسے بیوی کی ضرورت ہے۔ اور وہ ان تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُمور سے بالا ہے۔ اسی طرح ایک روزہ دار بھی ان تمام چیزوں سے پرہیز کر کے خدا تعالیٰ کے حضور تصویری زبان میں عرض کرتا ہے کہ اے خدا میری تمام جدوجہد اور میری تمام خوشی اسی میں ہے کہ مجھے تیرا قرب عطا ہو۔ اور میرا تجھ سے تعلق ہو جائے۔ اس لئے میں تیرے حکم کے مطابق اپنی طاقت اور قدرت سے تیرے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہوں۔ اور صرف تیری ہی رضاء کے لئے کھانے پینے سے پرہیز کرتا ہوں۔ جب انسان ایسی حالت اختیار کر لیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کا رحم بھی جوش میں آتا ہے اور وہ اُسے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

ساتویں حکمت یہ ہے کہ روزہ سے انسان کا دل پاک ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر اتنا یقین ہو جاتا ہے کہ گویا انسان خدا تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں "رمضان سُورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دُوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ جسمانی اور رُوحانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ رُوحانی رمضان سے مُراد رُوحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اُس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی اسکی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے۔ اور روزے سے تجلّی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مُراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلّی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ انزل فیہ القرآنُ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ بے شک روزے کا اجر عظیم ہے۔ لیکن امراض و اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتی ہیں۔ روزے کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ۔ کہ اگر تم روزے رکھ ہی لیا کرو۔ تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے" (مجموعہ فتاوٰی احمدیہ صفحہ ۱۷۵ جلد ۱)

غرضیکہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے۔ کہ اگر انسان اسے اس کے تمام آداب سمیت بجا لائے۔ تو وہ رُوحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ ہاں اگر اس کے آداب کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ اور اس میں لغویات سے پرہیز نہ کیا جائے۔ تو خدا تعالیٰ کو ہمارے بھوکا پیاسا رہنے کی بالکل ضرورت نہیں۔

دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو رمضان سے حقیقی فائدہ اُٹھانے اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی کیلئے دُعائیں کرنے کا موقع عطا فرمائے۔

سلیمہ بیگم (بنت جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزوں کے متعلق
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

(۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ روزہ دوزخ کی ڈھال ہے چاہیئے کہ انسان روزے میں نہ فحش گوئی کرے اور نہ جہالت کی باتیں کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا گالی دے تو اس کو کہہ دے کہ مَیں روزہ دار ہوں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے مُنہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ روزہ دار میرے لئے اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اور اپنی خواہش بھی۔ روزہ میرے لئے ہے اور مَیں ہی اس کا بدلہ دونگا۔

(۲) حضرت سہلؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہتے ہیں۔ اس دروازہ سے قیامت کے دن سوائے روزہ دار کے اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا۔ کہاں ہیں روزہ دار۔ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ اور ان کے سوا کوئی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ اور جب وہ داخل ہو جائیں گے۔ تو دروازہ بند کر دیا جائیگا اور کوئی اسمیں داخل نہیں ہوسکیگا۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

(۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے عبادت کے لئے کھڑا ہوگا۔ اسکے پچھلے گناہ بخشدیئے جائینگے۔ اور جو کوئی رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھے۔ اسکے پچھلے گناہ بخشدیئے جائینگے۔

(۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روزہ رکھکر جھوٹ بولنا یا جھوٹ پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا۔ تو اللہ تعالیٰ کو اسکی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ زینب بیگم (بنت جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب)

دُعاؤں کی اہمیّت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے جو چیزیں اس کی زندگی کے لئے ضروری تھیں۔ سب اس کے لئے مہیا فرما دیں۔ اسی طرح وہ تمام طاقتیں بھی جنکے وسیلے سے وہ ان ضروری اشیاء سے کام لے سکتا تھا اُس کو عطا فرمائیں۔ اور ان طاقتوں اور ان چیزوں سے کام لینے اور انہیں استعمال کرنے کے لئے اسے سمجھ اور عقل بھی دے دی۔ لیکن بہرحال انسان کی عقل محدود ہے اس کی طاقتیں محدود ہیں۔ اور وہ بہت دفعہ غلطی کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ محنت کرنا اس کا کام ہے لیکن نتائج کا مترتب کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ یہ صحیح ہے کہ انسان اپنی عقل اور تجربے کی بنا پر ایک کام کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شروع کرتا اور جاری رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکی ہوں۔ انسان کی عقل اور سمجھ اور تجربہ بالکل محدود چیزیں ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ صحیح راستے پر ہو۔ اور ممکن ہے کہ غلط راستے پر ہو۔ اس لئے کامیابی یقینی نہیں ممکن ہے اس کی کوششیں اس کو تباہی کی طرف لیجائیں۔

اسی وجہ سے اسلام نے ہر ایک کام کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا سکھلایا ہے۔ جسمیں انسان اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سامان اور طاقتوں کے صحیح استعمال کرنے کے لئے دُعا کرتا ہے اور ہر کام میں دُعا کرنا ضروری اور لازمی قرار دیا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات کامیابی کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہماری کوششیں اور سامان اس کام کے لئے بالکل ناکافی ہوتے ہیں۔ جب ہم ایسے موقع پر درد دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں گرتے۔ اور نہایت عاجزی سے دُعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ ہمیں کامیابی عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی فرمایا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔

اگرچہ انسان کی زندگی کا مقصد محض دنیاوی کامیابیاں نہیں۔ بلکہ اپنے حقیقی معبود سے ملنا اس کا اصلی مقصد ہے۔ لیکن جب ہم دنیا کی کامیابیوں کے لئے دعا کے محتاج ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے تو بدرجۂ اولیٰ دعا کے محتاج ہیں۔ اسوقت جماعت احمدیہ کے قیام۔ اس کی زندگی اور اس کی کامیابی کا وار و مدار بھی دُعا پر ہی ہے۔ دنیا کی قوموں کے پاس دنیاوی کامیابیوں کے لئے جو وسائل، سامان اور طاقتیں موجود ہیں۔ اُن کا کروڑواں حصہ بھی ہمارے پاس نہیں۔ اس لئے ان کے مقابلے میں سوائے دُعا کے ہتھیار کے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ البتہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ہتھیار اگرچہ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ لیکن نہایت زبردست ہتھیار ہے۔ اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی زندگی ایسے بیشمار واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جب بھی مشکلات کے وقت دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کامیابیاں عطا فرمائیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کے اکثر افراد ایسے ہیں جنہوں نے دعائیں کیں اور ان کے نتیجے میں کامیابیوں کے میٹھے پھل پائے۔ مگر دُعا میں چند باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بندے کا کام دعا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو سُنتا ہے۔ مگر جس رنگ میں چاہے۔ بندے کا کام مانگنا ہے ضد کرنا نہیں۔ دُوسری بات یہ ہے کہ دُعا میں استقلال رکھنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ تھوڑی سی دعا کی اور تھک کر بیٹھ رہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ دُعا کرتے وقت یہ خیال رکھے کہ میرا خدا تمام طاقتوں اور سامانوں کا مالک ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ بعض وقت انسان اپنے خیال کے مطابق ایک چیز اللہ تعالےٰ سے مانگتا ہے۔ مگر وہ اس کے لئے بہتر نہیں ہوتی یا اُس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسروں کا نقصان ہوتا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ اسکی دُعا کو کسی دوسرے رنگ میں قبول فرمالیتا ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے رہیں۔ اور اس سے نااُمید نہ ہوں۔ اور یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ دعا کو کسی نہ کسی رنگ میں ضرور قبول فرماتا ہے۔ خواہ وہ رنگ بندے کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے ◆

(مبارکہ بیگم لوئر نائیتھ)

ازدواجی زندگی

کو

پُر مسرّت بنانے کے اصول

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عورتیں شکایت کرتی رہتی ہیں کہ ہمیں اپنے شوہر سے یہ تکلیف ہے اور وہ تکلیف ہے۔ لیکن میں نے جہانتک ایسی عورتوں کے حالات معلوم کئے ہیں۔ یہی نتیجہ نکالا ہے کہ اُن عورتوں کا خود بھی قصور ہے۔ جو کہتی ہیں کہ ہمیں خاوندوں سے شکایت ہے۔ دراصل وہ مردوں کو تو موردِ الزام ٹھہراتی ہیں مگر خود قصوروار ہوتی ہیں۔ اگر خاوند کی تابع رہیں اور انکی مرضی اپنی مرضی سمجھیں۔ اور اُن کے ہر کام کو بخوشی کریں۔ جہانتک ممکن ہو اُن کو خوش رکھیں تو کبھی خاوند سے کوئی شکایت نہ ہو۔ دونوں ہاتھوں سے تالی بجا کرتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ عورت بے قصور ہے یا مرد بے قصور ہے قصور دونوں کا ہوتا ہے۔ پس میری عزیز بہنو!

اطاعتِ شوہر ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے تم کامیاب ہوسکتی ہو۔ اور تم کو کبھی کوئی شکایت نہیں ہوسکتی۔ احمدی بہنوں کو پتہ ہے کہ خداوند کریم نے خاوند کا درجہ کس قدر رکھا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔ حضورؐ کے اس فرمان سے ہی خاوند کی عظمت کا پتہ لگتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی کشتی نوح میں فرماتے ہیں "اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی اس ذمہ واری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو۔ کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو۔ اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ گلہ نہ کرو۔" اب ذیل میں چند بزرگوں کے اقوال درج کرتی ہوں۔ تاکہ اس مسئلہ کی اہمیت واضح ہوسکے۔

بیوی کی دنیا شوہر ہے۔ اس کے سوا کسی طرف نہ دیکھنا چاہیئے۔ اپنے شوہر کے عیوب کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے۔ اگر میاں بیوی میں کشیدگی ہو جائے تو اس کو رات تک نہ رہنے دیں اور حتی الامکان ایک دوسرے کو منانے کی کوشش کریں۔ کوئی کام خاوند کی رائے کے خلاف نہ کرو۔ اگر شوہر کسی معاملہ میں بیوی سے مشورہ طلب کرے تو عورت کا فرض ہے کہ توجہ سے سنے اور مناسب جواب دے۔ اور اس کی رائے کے سامنے کبھی ضد نہ کرے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر حال میں اس کی رائے کے تابع رہے۔ گھر کے تمام سامان کو ترتیب سے رکھے۔ اور خاوند پر اپنی خوش اخلاقی اور سلیقہ شعاری سے رعب ڈالے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ مرد بالکل بے قصور ہیں۔ نہیں مردوں کا بھی ایک حد تک قصور ہے۔ مگر جب ہم اُن پر اپنے اعلیٰ اخلاق کا اثر ڈالیں گی اور اُن کی مرضی پر چلیں گی تو خود بخود انہیں اپنی روش بدلنی پڑے گی۔ مرد چاہے کیسے بھی ہوں ہمیں اس سے کیا۔ ہم خدا کے حکم کی خلاف ورزی کر کے کیوں گنہگار بنیں۔ (مطلوبہ خاتون زہرہ)

سلف صالحات

خولہ بنت ثعلبہ رضؓ

نام خولہ اوس بن صامت حضرت عبادہ بن صامت کے بھائی کے ساتھ نکاح ہوا۔ فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف کی بیٹی ہیں۔

مسئلہ ظہار کا فیصلہ انہی سے وابستہ ہے

جاہلیت میں رسم تھی کہ جو شخص اپنی بیوی کو ایک مرتبہ ماں کہدیتا۔ تو وہ ماں کی طرح اسپر حرام ہو جاتی۔ ہمیشہ کے لئے تعلقات منقطع ہو جاتے۔ اوس بن صامت ان کے شوہر نہایت معمر اور شیخ فانی تھے۔ سخت کلامی اور تند مزاجی اس عمر کا خاصہ ہے۔ ذرا سی بات میں بھڑک اٹھتے تھے۔ ایک دفعہ بیوی سے کسی بات پر بہت ناراض ہوئے اور غصہ میں کہدیا۔ "انت علیّ کظھر امی"۔ بڑھاپے کا غصہ تھا۔ تھوڑی دیر میں اتر گیا۔ غور کیا تو آنکھیں کھلیں۔ سخت نادم ہوئے۔ خولہ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا کہ گو تم نے طلاق نہیں دی۔ تاہم جب تک خدا اور اس کا رسول حکم نہ دیں۔ ہمارے لئے یہ طلاق کے مترادف ہے۔ اب تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ اور جو کچھ کر چکے ہو۔ اس کا فیصلہ کراؤ۔ اسنے کہا۔ مجھے اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ تمہی جاؤ۔ شاید اللہ تعالیٰ ہمارے اُوپر رحم فرمائے۔ اور اپنے رسول کے وسیلہ سے بہبودی کے اسباب مہیا کر دے۔ خولہ یہ سُن کر کپڑے پہن کر تیار ہوئیں اور حضرت عائشہؓ کے گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا۔ بولیں یا حضرت اوس جس کو آپ جانتے ہیں۔ میرا ابن عم اور مجھکو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اس کی تند کلامی اور سخت مزاجی اور ضعف قوت کا حال بھی حضورؐ پر روشن ہے۔ اسنے غصہ میں ایسی بات کہدی جو میں قسم کھا کر کہتی ہوں طلاق نہیں ہے۔ اُس نے کہا۔ انت علیّ کظھر اُمی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے خیال میں تو تم اس پر حرام ہو گئی ہو۔ خولہ کو یہ سنکر بہت صدمہ ہوا۔ پھر ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی۔ کہ اے اللہ جو بات ہمارے لئے باعث رحمت ہو۔ اپنے نبی کی زبان سے ظاہر فرما دے۔ میں تجھ سے اپنی سخت ترین تکلیف اور اس کی جدائی کے رنج کی شکایت کرتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ یہ منظر ایسا دردناک تھا کہ میں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھر کے سارے لوگ خولہ کی ہمدردی میں رونے لگے۔

اس حالت میں زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے خوش ہوکر خولہ سے فرمایا۔ خولہ! عنقریب خدا کی طرف سے تمہارا فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔ یہ وقت اور بھی نازک تھا۔ امید وبیم کی کشمکش خولہ کو بیتاب کئے دیتی تھی۔ اندیشہ تھا کہ فرقت وجدائی کا حکم نہ ہو۔ اور اس صدمہ سے جان نہ نکل جائے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ ڈالی۔ تو آپؐ کو تبسم فرماتے ہوئے پایا۔ امید بندھی اور مارے خوشی کے کھڑی ہوگئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہارا فیصلہ کردیا۔ پھر آیۃ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا۔ تلاوت فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے شوہر سے کہدو۔ ایک لونڈی یا غلام آزاد کریں۔ خولہؓ بولیں۔ یانبی اللہ کس کو آزاد کریں۔ بخدا اس کے پاس نہ کوئی لونڈی غلام ہے نہ سوائے میرے کوئی خادم۔ ارشاد ہوا۔ اچھا تو پے درپے ساٹھ روزے رکھیں۔ کہا۔ واللہ وہ اس پر بھی قادر نہیں۔ وہ تو دن میں کئی بار کھاتے ہیں ضعفِ بدن کے ساتھ ان کی آنکھیں بھی جاتی رہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو کہدو۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔ جوابدیا۔ حضرت اتنا بھی ان سے ناممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ام المنذر بنت قیس کو بلالائیں۔ ان سے بار شتر کھجوریں لیکر ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کردیں۔ خولہ سلام کرکے رخصت ہوئیں۔ گھر پہنچیں تو شوہر کو دروازہ پر منتظر پایا۔ ان کو دیکھتے ہی بیتابی سے پوچھا۔ کیوں خولہ کیا ہوا۔ بولیں خیریت ہے۔ اور تم خوش قسمت معلوم ہوتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم ام المنذر بنت قیس کو ساتھ لیتے آؤ۔ اور ان سے بار شتر کھجوریں لے کر ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کردو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت اوس نے بہت خوشی سے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ حضرت عمرؓ خولہ کا بہت احترام کرتے تھے + (امۃ السلام قادیان)

علمِ دین کی اہمیت اور اسکی ضرورت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو عالم ہیں۔ وہی اپنے اندر خشیتِ خدا رکھتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا۔ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی کیا عالم اور جاہل دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ مطلب یہ کہ نہیں جہالت کی مثال درحقیقت ایسی ہی ہے جیسے انسان اندھیری رات میں ٹھوکریں کھاتا پھرے۔ اور راستہ اُسے دکھائی نہ دے۔ مگر نورِ علم کی مثال آفتاب کی سی ہے۔ جس کی روشنی میں انسان بغیر کسی قسم کے خوف وخطر کے منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ قومیں جن کے افراد زیورِ علم سے آراستہ ہوتے ہیں۔ دنیا میں عزت پاجاتی ہیں۔ مگر جن قوموں کے افراد علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ ذلیل اور مغلوب ہوجاتی ہیں۔ اہلِ عرب کو ہی دیکھ لیا جائے۔ بعثتِ نبویؐ سے پہلے اُن میں بدترین اخلاق پائے جاتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ اور وہ علم سے ویسے ہی بے بہرہ تھے۔ جیسے ایک نوزائیدہ بچہ۔ انہیں دیکھکر کوئی شخص یہ خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کبھی ترقی کر سکیں گے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اُن کو اپنی زیر تربیت لیا۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ایسی عظیم الشان ترقی کر گئے۔ کہ انسانی آنکھیں اس ترقی کو دیکھکر حیران رہ گئیں۔ اور نہ صرف عرب پر حکومت اور غلبہ اُن کو حاصل ہوا۔ بلکہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایران اور روم جیسی عظیم الشان سلطنتوں پر بھی وہ قابض ہو گئے۔

محترم بہنو! کیا آپ کو علم ہے کہ کس چیز نے اُن کو اتنی عظیم الشان ترقی دی۔ یقیناً ان کی ترقی کا باعث وہ علم تھا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہ کر انہیں حاصل ہوا۔ اسی علم کی برکت سے وہ جہاں گئے۔ لوگوں کے معلم بن گئے۔ اور جس ملک میں گئے وہاں عزت کی نظر سے دیکھے گئے۔ پس آج بھی اگر ہم عزت حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم علم دین حاصل کریں۔ اور اس زیور سے آراستہ ہو کر نہ صرف خود مستفیض ہوں بلکہ دوسروں کو بھی مستفیض کریں۔ اس وقت خصوصیت کے ساتھ میرے پیشِ نظر مستورات کا طبقہ ہے۔ عورتوں کیلئے علم دین حاصل کرنا تو اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ آئندہ قوموں کی ترقی میں بہت سا دخل اولاد کی اعلےٰ طور پر تربیت پر موقوف ہوتا ہے۔ اور آنیوالی پود کی تربیت عورتوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اگر عورتیں جاہل اور علم دین سے ناواقف ہونگی تو ممکن نہیں کہ وُہ اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کر سکیں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ۔ یعنی علم سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ دُوسری جگہ فرمایا "اگر علم حاصل کرنے کے لئے چین بھی جانا پڑے تو چلے جاؤ"۔ یہ وہ نکتہ تھا جس کو پہلی مسلمان عورتوں نے سمجھا۔ اور اسپر ایسا عمل کیا۔ کہ اُنہوں نے علم کے زیور سے آراستہ ہو کر بڑے بڑے صحابہؓ تک کو علمی مسئلے سمجھائے اور اُن کے ذریعہ سے اُن کی اُولادیں بھی علم دین سے بہرہ ور ہو گئیں۔ اُن کے نام اسلامی دنیا میں ایسے ہی روشن ہیں جیسے ستارے۔ اور وہ ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کے لئے مشعل راہ بنیں۔ پس ہمارے لئے بھی یہی ذریعہ ترقی حاصل کرنے کا ہے۔ وہ وقت دُور نہیں جبکہ قوموں کی قومیں اور جماعتوں کی جماعتیں احمدیت کے آغوش میں آئیں گی۔ اور ہزاروں عورتیں ایسی ہوں گی جو علم دین سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے احمدی مستورات کی طرف نظر اُٹھائیں گی اور چاہیں گی کہ ان سے دین حاصل کریں۔ پس اگر ہم آج علم دین کو اچھی طرح سے سیکھ لیں۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ لاکھوں آنیوالی عورتوں کو تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل سے عمدگی کے ساتھ دے سکیں گی۔ اور یہی وہ مقصد ہے جس کے پیش نظر احمدی لڑکیوں کو علم دین سیکھنے کے لئے دینیات کلاسز میں پڑھنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ پس ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اپنی عمر کو ضائع نہ کرتے ہوئے علم دین کے سیکھنے کی پوری کوشش کریں۔ تا کہ خدا تعالیٰ ہم سے اپنے دین کی خدمت لے۔ اور ہم بھی اس کے فضلوں کی وارث ہو جائیں۔

(اقبال بیگم درجہ ثانیہ)

نماز مومن کا معراج ہے

آجکل عام مسلمان جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں۔ اور بعد میں لمبی دعائیں مانگنے لگ جاتے ہیں۔ جو صحیح طریق نہیں۔ جس نماز میں تضرع نہیں، خدا تعالیٰ سے رقت کے ساتھ دُعا نہیں، وہ نماز تو خود ہی ناقص ہے۔ نماز وہ ہے جس میں دُعا کا مزا آجائے۔ اور خدا کی حضوری میں انسان ایسی توجہ سے کھڑا ہو کہ رقت طاری ہو جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور اُسے قید یا پھانسی کا حکم ملنے والا ہوتا ہے۔ تو جو اس کی حالت حاکم کے سامنے ہوتی ہے۔ ویسے ہی خوف زدہ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا چاہیئے۔ جس نماز میں دل کہیں ہو اور خیال کسی اور طرف، وہ آدمی کے مُنہ پر ماری جاتی ہے۔ اور قبول نہیں ہوتی۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویل للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون۔ یعنی ہلاکت ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ نماز وہی ہے جس میں حضور قلب حاصل ہو۔ اسی نماز کے ذریعہ گناہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ دیکھو کسی بخیل سے بھی انسان مانگتا رہے۔ تو وہ کسی نہ کسی وقت کچھ دے دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ تو خود حکم دیتا ہے کہ مجھ سے مانگو۔ مَیں تمہیں دُونگا۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم نماز کو ہی دُعا کا ذریعہ خیال کریں۔ اور نماز میں کثرت سے دُعائیں مانگیں۔

طیبہ قمر۔ دار العلوم (قادیان)

اشاعتِ اسلام کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی قربانیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب توحید کے قیام اور بت پرستی کے استیصال کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت تبلیغ شروع کی تو قریش اور قبائل عرب غصہ سے بھڑک اٹھے۔ اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے روکنے اور باز رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ مانا تو قریش نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ سے جہاں آپؐ موعظت فرمایا کرتے تھے نکال دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس قدر اعلاء کلمۃ الحق اور بتوں کے عیوب کے اظہار میں اصرار فرماتے تھے۔ اسی قدر قریش آپ سے زیادہ دشمنی اور مخالفت کرنے پر آمادہ ہوتے جاتے تھے۔ ان کے اس بڑھتے ہوئے طیش اور غصہ نے آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن مسلمان مردوں اور عورتوں کو جو اسلام لائے تھے۔ ایذا پہنچانے کا ایک سلسلہ قائم کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت منہ در منہ دُشنام دہی کرنا اور تذلیل کرنا یہ تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک عام بات تھی جو روزمرہ ہوتی تھی۔ معززین قریش
کمینہ لوگوں اور اپنے غلاموں کو اشارہ کرتے تھے۔
اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچاتے
تھے۔ ایک دفعہ ان کمینہ لوگوں اور قریش کے غلاموں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر لیا اور گالیاں دیں اور
سخت وسست الفاظ کہہ کر غل مچانا شروع کر دیا۔
بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ اور ایسی دھکا پیل ہوئی۔ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک احاطہ میں پناہ لینی
پڑی۔ ابولہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے
پر نجاست اور بدبودار چیزیں ڈلوا دیتا تھا۔ اُم جمیل
ابولہب کی بیوی (حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ) اس راستہ پر جہاں سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد و رفت ہوتی تھی۔
اور جہاں آپ عبادت اور مراقبہ کرنے کو تشریف لے
جاتے تھے۔ کانٹے بچھا دیتی تھی۔ راہ چلنے کی حالت میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر لوگ مٹی
اور کوڑا کرکٹ ڈال دیتے۔ قریش نے باہم پختہ عہد
کر لیا تھا کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس نہ جائے۔ ان کے پاس نہ بیٹھے اور ان کی بات
نہ سُنے۔ ایک دفعہ عقبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس جا کر بیٹھا۔ اور کچھ کلام سُنا۔ اس کی خبر ابی کو
پہنچی جو اُس کا بڑا دوست تھا۔ وہ اُس کے پاس آیا۔
اور کہا میں نے سُنا ہے کہ تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)
کے پاس جا کر بیٹھا ہے۔ اور ان کی باتیں سنی ہیں اب تیری
صورت کو دیکھنا اور تجھ سے بات کرنی حرام ہے اور
میں اپنی قسم کو زیادہ سخت کروں گا۔ اگر تو اب گیا۔ اور
ان کے پاس بیٹھا۔ کیا تجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ اُن کے
مُنہ پر (نعوذ باللہ) تھوک دیتا۔ چنانچہ اس خدا کے
دشمن نے ایسا ہی کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جہاں جاتے تھے۔ وہاں وہ بھی پہنچتے تھے۔ اور جب
آپ اور آپ کے صحابہؓ نماز میں مصروف ہوتے تھے۔
اس وقت پتھر مارتے تھے۔ اور جب آپ کھانا کھاتے
تھے۔ اس وقت غلاظت پھینکتے تھے۔ اور کعبہ کے
قریب آپ کو نماز پڑھنے نہیں دیتے تھے۔ جو لوگ
مسلمان ہو گئے تھے۔ ان پر بھی نہایت ظلم ہوتا تھا۔
اور سخت ایذا پہنچائی جاتی تھی۔ جہاں بیکس مسلمانوں کو
دیکھتے تھے پکڑ لیتے تھے۔ قید کرتے تھے۔ مارتے
تھے۔ بھوکا پیاسا رکھتے تھے۔ جلتی ریت میں ڈالتے
تھے۔ آگ سے جلا کر ایذا پہنچاتے تھے۔ حضرت بلالؓ
کو عین دوپہر میں سورج کی تپش کے وقت امیہ بن
خلف کبھی مُنہ کے بل اور کبھی پیٹ کے بل جلتی ریت
پر ڈال دیتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ مَیں تیرے ساتھ اسی
طرح کئے جاؤنگا۔ جب تک کہ تو مر نہ جائے۔ یا محمد
(صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انکار نہ کرے۔ ایکدفعہ
انہوں نے عمار بن یاسر کو اور اس کے باپ۔ اور ماں کو
جو مسلمان ہو گئے تھے پکڑ لیا۔ اور دھوپ میں جلتی ریت
پر ڈال دیا۔ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اُس طرف سے گذرے اور ان سے کہا کہ اے یاسر
کے خاندان کے لوگو صبر کرو۔ تمہاری جگہ جنت میں
ہے۔ یاسر اسی تکلیف سے مر گئے۔ اور ان کی بیوی
سمیہ کو شرمگاہ میں ابوجہل نے نیزہ مار کر مار ڈالا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خباب بن ارت کو کافروں نے پکڑ لیا اور نہایت سخت ایذا پہنچائی۔ ان کو ننگا کر کے مُنہ کے بل گرم جلتی ریت پر لٹاتے تھے۔ اور پھر پتھر کے کنکلوں کو آگ سے گرم کر کے ان پر ڈالتے اور سر مروڑ کر اُلٹا پھیر دیتے تھے۔ فکیہ کو رمیہ بن خلف نے ایذائیں پہنچا پہنچا کر آخر گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ زنیرہ ایک مسلمان عورت کو ابو جہل نے اندھا کر دیا غرض تمام مسلمانوں کو طرح طرح کے عذاب اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچائی جاتی تھیں۔ اور یہ سلسلۂ ایذا رسانی اسوقت تک جاری رہا جبتک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ نہ عطا فرما دیا۔ (خاتون بیگم اہلیہ شیخ محمد حسین صاحب صدیقی گوجرانوالہ)

نگہداشتِ اعمال

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے۔ کہ ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے سفید اور بال سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی اثر معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور نہ ہم اسے پہچانتے تھے۔ وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گھٹنے آپؐ کے گھٹنوں سے ملا کر اور اپنے دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھکر بیٹھ گیا۔ اور کہا۔ یا محمدؐ مجھے اسلام کی حقیقت بتلائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ اور یہ کہ نماز کا پابند ہو اور زکوٰۃ دیا کرے۔ رمضان کے روزے رکھ۔ بیت اللہ کا حج کر۔ اگر اس کی استطاعت ہو۔ اس شخص نے کہا۔ بالکل درست ہے۔ ہم نے تعجب کیا کہ پہلے پوچھتا ہے اور پھر اس کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر اس شخص نے کہا۔ ایمان کی حقیقت سے آگاہ کیجیئے؟ فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے۔ اور اس کے ملائکہ پر۔ اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر۔ اور تقدیر کے خیر و شر پر۔ وہ بولا سچ فرمایا آپؐ نے۔ پھر اس شخص نے کہا احسان کی نسبت بتلایئے؟ فرمایا احسان یہ ہے۔ کہ تو اللہ کی عبادت کرے۔ جیسے کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر اس طرح دیکھنا میسر نہ ہو تو کم از کم یہ حالت ضرور پیدا کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ عرض کیا اسنے ساعت کا حال فرمایئے؟ فرمایا۔ جس سے پوچھا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔ اس نے کہا۔ اچھا اس کے نشان ہی بتا دیجئے؟ فرمایا۔ کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے۔ اور ننگے پاؤں ننگے بدن محتاج بکریاں چرانے والوں کو تو دیکھے گا کہ عمارتوں میں ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر قدم مار رہے ہیں۔ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ اے عمر! جانتے ہو یہ کون تھا؟ میں نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ جبرائیل تھا جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آیا تھا (مسلم)

ترمذی میں ایک روایت ہے کہ تو وسعت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پہچان وہ تنگی میں تیری خبر گیری کرے گا۔ اور تو جان لے کہ جو چیز تجھے نہیں ملی۔ وہ تجھے نہیں ملنی تھی۔ اور جو تجھے مل گئی وہ ملنے سے رہ نہیں سکتی تھی۔ اور یقین کر کہ نصرت صبر کے ساتھ ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشائش تنگی کے ساتھ۔ اور مشکل کے ساتھ آسانی۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سواری پر تھا۔ فرمایا۔ لڑکے! میں تجھے کچھ باتیں سکھاتا ہوں۔ اللہ کو یاد رکھ اللہ تجھے یاد رکھے گا۔ اللہ کو یاد کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تجھے کوئی حاجت ہو تو اللہ ہی سے مانگ اور تمہیں مدد کی ضرورت ہو تو اللہ ہی کی مدد چاہو۔ اور یقین رکھ کہ اگر سب لوگ جمع ہو کر بھی چاہیں کہ تجھے کوئی نفع پہنچائیں تو بھی اسی قدر نفع پہنچا سکیں گے جو خدا نے تیرے لئے مقدر کر رکھا ہے۔ ایسا ہی اگر سب کے سب اکٹھے ہو کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ مگر اسی قدر جو خدا نے مقرر کیا ہو گا۔ قلمیں اٹھائی گئیں اور صحیفے خشک ہو چکے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ بیان فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سے تین آدمیوں کے ابتلاء کا ارادہ کر کے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے فرشتہ برص والے کے پاس آیا اور پوچھا تجھے کونسی چیز پسند ہے؟ اُس نے کہا رنگ خوشنما اور چمڑا عمدہ اور یہ مرض دُور ہو جائے جسے لوگ معیوب جانتے ہیں۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور وہ اچھا ہو گیا۔ اور رنگ خوشنما ہو گیا۔ فرشتے نے پوچھا تمہیں کونسا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا اونٹ۔ اس پر اسے دس مہینے کی گابھن اونٹنی دی گئی۔ اور فرشتے نے کہا خدا تمہیں اس میں برکت دے۔

اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا۔ اور پوچھا تجھے کونسی چیز پسند ہے؟ گنجے نے کہا۔ بال اور یہ بیماری دُور ہو جائے۔ جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا وہ مرض بھی دُور ہو گیا۔ اور بال بھی اچھے مل گئے۔ پھر پوچھا تجھے کونسا مال محبوب ہے؟ اُسنے کہا گائے۔ چنانچہ گابھن گائے دی گئی۔ اور فرشتے نے کہا۔ خدا تجھے اس میں برکت دے۔

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا۔ تجھے کونسی چیز پسند ہے؟ اس نے کہا۔ یہی کہ میری نظر بحال ہو جائے تا ئیں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے ہاتھ ملا۔ تو خدا نے اس کو نظر دے دی۔ فرشتے نے پھر پوچھا۔ تجھے کونسی چیز پسند ہے؟ اُس نے کہا بکریاں۔ اسپر گابھن بکری اسے دی گئی۔

سو اونٹنی گائے بکری جنی اور ہر ایک کے انہیں سے ریوڑ ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد فرشتہ برص والے کے پاس اپنی اگلی صورت وشکل میں آیا اور کہا میں ایک مسکین شخص ہوں۔ اور سفر میں میرا خرچ ختم ہو گیا منزل پر میرا پہنچنا ممکن نہیں۔ بجز اس کے کہ خداوند کریم اپنا فضل کرے۔ اور تم میری مدد کرو۔ پس میں تجھ سے اسکے نام پر درخواست کرتا ہوں جس نے تجھے یہ خوشنما رنگ اور اچھا بدن دیا اور پھر اتنے اونٹ دیئے۔ کہ تو میرے سفر کا انتظام کر دے۔ اس نے جواب دیا میرے ذمہ بہت سے اخراجات ہیں۔ فرشتے نے کہا۔ میں تجھے جانتا ہوں تو برص سے بیمار تھا۔ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے۔ تو فقیر تھا خدا نے تجھے اتنا مال دیا۔ اسنے جواب دیا میں نے یہ مال باپ دادا سے پایا جو بڑے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امیر کبیر تھے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا ویسا ہی تجھے کر دے۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور وہی کچھ کہا سنا جو سفید داغ والے سے کہا سنا تھا۔ اُسے بھی فرشتہ نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھے ویسا ہی کر دے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا۔ اور اس سے بطور آزمائش یہ درخواست کی کہ میرے سفر کا انتظام کر دے۔ اُس نے کہا بیشک میں اندھا تھا خدا نے مجھے بینا کیا۔ پس جو تیرا جی چاہے لے لے۔ خدا کی قسم جس قدر تو لیجائیگا اس سے تجھے نہیں روکونگا فرشتے نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ صرف تمہارا امتحان کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہوا۔ اور تیرے دونوں ساتھیوں پر غضبناک ۔ (امتہ السلام قادیان)

سیر کشمیر

(۲)

سری نگر میں مکانات کی چھتیں ڈھلوان کی صورت میں ہوتی ہیں۔ جنپر سردیوں میں سبزہ ہی سبزہ دکھائی دیتا ہے۔ دریائے جہلم پر تھوڑی تھوڑی جگہ کے فاصلہ پر پل بنے ہوئے ہیں۔ سری نگر کے لوگوں کا عام لباس یہ ہے کہ لمبے لمبے کرتے ہوتے ہیں اور سروں پر ایک کپڑا باندھا ہوا ہوتا ہے۔ سلواریں تنگ پائنچے کی ہوتی ہیں۔

سرینگر میں باغات بکثرت ہیں۔ علاوہ دیگر باغات کے ایک باغ "ہری سنگھ زنانہ پارک" کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں پردہ دار خواتین بھی بآسانی سیر کر سکتی ہیں۔ وہاں صبح شام جوق در جوق عورتیں جاتی ہیں۔

یہ باغ کافی لمبا ہے۔ اور اس میں طرح طرح کے درخت اور پھول ہیں۔ ہمیں اس باغ میں کئی خواتین کو تبلیغ کرنیکا موقعہ ملا۔ یہ باغ سرینگر سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔

عجائب گھر

عجائب گھر میں آبی جانوروں کی مردہ شکلیں۔ زمانہ قدیم کے سکہ جات۔ پرانے بت۔ زہر مہرہ اور مختلف قسم کے پتھروں کے برتن۔ صنعت وحرفت کے نمونے۔ قدیم اسلحہ جات۔ جنگلی جڑی بوٹیاں اور کپڑوں کے نمونے وغیرہ ہیں۔ اسی طرح دیہاتی مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے بت بنا کر انہیں کپڑے پہنائے ہوئے ہیں۔ جو کہ ہو بہو اصلی مرد اور عورتیں معلوم ہوتی ہیں۔ دور سے ہمارا یہی خیال تھا کہ یہ وہاں کسی کام کے لئے کھڑے ہیں۔ لیکن نزدیک آنے پر معلوم ہوا کہ وہ مصنوعی شکلیں ہیں۔ علاوہ ازیں مرغی کا ایک بچہ جس کی چار ٹانگیں تھیں ایک شیشی میں بند دیکھا۔

نشاط باغ

ماہ اگست میں بذریعہ "ہوس بوٹ" نشاط باغ پہنچے۔ جو کہ قریباً ۷ میل دور ہے۔ اور عین جھیل ڈل کے مقابلہ میں ہے۔ اس باغ کے چار حصے ہیں۔ جو کہ درجہ بدرجہ اوپر بنائے گئے ہیں۔ اس میں ایک حوض ہے۔ اور ایک بارہ دری۔ حوض میں قطار دار فوارے چھوٹتے ہیں۔ اس باغ میں رنگ برنگ کے پھول بہار دکھا رہے تھے۔ قریباً نصف گھنٹہ میں اسکی سیر ہو سکتی ہے

شالامار باغ

یہ باغ نشاط باغ سے دو میل دور ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دو حصوں میں منقسم ہے۔ اس کا ایک حصہ بیگمات کے لئے مخصوص ہے جس میں نہایت دلکش عمارتیں ہیں۔ اس میں تالاب بھی ہے۔ ۱۵۰ فوارے اور آٹھ ستون ہیں۔ یہ فوارے اتوار کے دن چھوٹتے ہیں۔ چنار اور میوہ جات کے درخت ارد گرد لگے ہوئے ہیں۔

جھیل ہارون

قریباً تین بجے ہم بذریعہ ٹانگہ جھیل ہارون کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اس جھیل سے شالامار باغ کے فواروں کے لئے پانی آتا ہے۔ یہ جھیل بہت دل فریب ہے۔ جھیل کے قرب وجوار میں چنار کے درخت تھے۔ اور ساتھ ہی ایک خوشنما باغ جس میں میوہ دار درخت اور پھلواڑیاں ہیں۔ یہ باغ بھی "ہارون باغ" کہلاتا ہے۔ نزدیک ہی ولائتی مچھلیوں کا ایک فارم ہے۔ جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ ساتھ ہی کھنڈرات دیکھے۔ ہر جگہ چاولوں کے ہرے بھرے کھیت بھی نظر آئے جو کہ عجیب بہار دکھا رہے تھے۔

جھیل ڈل

یوں تو ہر سفر جھیل ڈل کے قریب قریب ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس کا وسطی حصہ خاص طور پر مشہور ہے۔ یہ کشمیر کی رونق ہے۔ اس کا پانی شیشہ کی طرح شفاف ہوتا ہے۔ جس میں بڑے بڑے پودوں میں سے مچھلیاں دکھائی دیتی ہیں۔ موسم گرما میں اس میں خوشنما نیلوفر کے پھول جو کہ رکابی کی شکل کے ہوتے ہیں۔ اپنی بہار دکھاتے ہیں۔ چاندنی رات میں تو یہ نظارہ بہت ہی دلفریب ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے ڈل کے پانی کے اندر دریائی گھاس۔ آبی بوٹے۔ کائی کے پتے عجیب گلکاریاں پیدا کرتے ہیں۔ تین چار روز کی پر لطف سیر کے بعد ہم سرینگر واپس آئے۔

سرینگر میں ایک گلشن باغ ہے۔ وہاں بھی لوگ صبح و شام سیر کے لئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک پولو کا میدان ہے۔ جو کہ بہت وسیع ہے۔ اسکے چاروں طرف جنگلا لگا ہوا ہے۔

تخت سلیمان یا کوہ شنکراچاریہ

یہ بہت بلند و بالا عمارت ہے۔ اس کی چڑھائی ڈیڑھ میل تک ہے۔ اس میں ایک مندر ہے۔ جس کی ہندو کثرت سے زیارت کرتے ہیں۔ سنا تھا کہ پہلے وہاں ایک خوبصورت مسجد تھی۔ اس میں ایک خوشنما پتھروں کا تخت بھی ہے۔ ہم لوگ اس پہاڑی پر بڑی مشکل سے چڑھے۔ لیکن اوپر جا کر جو لطف آیا۔ اس نے ہماری کوفت کو دور کر دیا۔ یہاں کا نظارہ ایسا فرحت بخش ہے۔ کہ انسان گھنٹوں دیکھ کر بھی سیر نہیں ہوتا۔

ماہ اگست کے آخری ہفتہ میں ہم لوگ نا سنور گئے۔ جہاں قریباً ایک ماہ قیام رہا۔

(امۃ اللہ درجہ رابعہ)

ایک ضروری گذارش

اخبارات میں جو رنگل نیو گولڈ سونا کا اشتہار نکلتا رہتا ہے کیا کسی بہن نے خریدا ہے۔ کیا وہ اچھا ہے اور اسکی رنگت وغیرہ قائم رہتی ہے۔ بذریعہ مصباح مطلع فرمائیں۔

(عائشہ بی بی بھاکا بھٹیاں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک کی برکات

چند دنوں کے بعد وہ مبارک اور بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے اپنے اندر بہت سی برکات رکھتا ہے۔ جو رمضان کا مہینہ ہے۔ اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ یعنی یہ وہ عظیم الشان اور مبارک مہینہ ہے جس میں خدا تعالےٰ نے قرآن پاک جیسی نعمتِ عظمیٰ اپنی مخلوق کے لئے نازل فرمائی۔

رمضان "رمض" سے نکلا ہے۔ یہ عربی لفظ ہے جس کے معنے بہت گرم ریت کے ہیں۔ یعنی یہ گرم ریت انسان کو برائیوں سے اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح سونے میں سے کھوٹ جبکہ اس کو آگ میں پگھلایا جائے دُور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان رمضان شریف کی رُوحانی ریاضتوں پر عمل کر کے ان روحانی برکات کا مستحق ہو جاتا ہے جن کا وعدہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے کیا۔ رُوحانی فوائد میں سے رمضان شریف کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان کی دُعائیں بہت زیادہ قبولیت کا جامہ پہنتی ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ ۔ یعنی جب میرا بندہ میرے حکم کی تعمیل میں میرے پیار و محبت کے اظہار کے لئے روزے رکھتا ہے۔ اور حلال چیزوں کے کھانے کو بند کر دیتا ہے۔ نمازیں پڑھتا ہے دُعائیں کرتا ہے۔ تو پھر میں اس کو اپنا قرب عطا کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے اپنا خالق و مالک حقیقی سمجھ کر مجھے پکارتا ہے تو میں اسکے قریب ہو جاتا ہوں۔ تا اس کی پکار کو قبولیت کا شرف بخشوں۔ چنانچہ فرماتا ہے اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۔ یعنی جب ایک پکارنیوالا مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اس کی آواز کو سنتا اور اسکی آرزو کو پورا کرتا ہوں۔ تاکہ وہ بھلائی کا راستہ پا سکے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہینہ خدا تعالےٰ کا قُرب حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔ مگر جیسا کہ ہر کام کے لئے شرائط ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس کے لئے بھی بعض شرائط ہیں۔ جن کا اس آیت سے پتہ چلتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ :-

(۱) حقیقی طلب خدا تعالیٰ کے پانے کی ہو۔

(۲) اسکے حصول کا صحیح راستہ اختیار کیا جائے۔

(۳) سوال کرنے والا خدا تعالیٰ کا سچا عبد بنکر رہے اور تمام کبر و غرور اور نخوت و خود داری کو چھوڑ دے۔

(۴) صرف خدا ہی مطلوب ہو نہ کہ کچھ اور۔

(۵) ان شرائط کے بعد بندہ خدا تعالیٰ کو اپنے قریب سمجھے۔ اور اس بات پر یقین رکھے کہ میں اسے پا سکتا ہوں۔

(۶) اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو ماننے والا ہو۔ اور حتی الوسع اس پر عمل پیرا ہو۔

(۷) اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی قضاء و قدر اور عواقب امور پر ایمان رکھنے والا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان شرائط پر جو شخص عمل کرے گا۔ وہ ضرور خدا تعالیٰ کا رستہ یعنی رشد و ہدایت کو پالیگا۔ خدا تعالیٰ اپنے بندے کی پکار سنتا ہے۔ یوں تو مومن کے لئے کوئی ایسا دن نہیں ہوتا جب اس کا رب اس کے لئے اپنے رحمت کے دروازے نہ کھولے۔ اور نہ اسکی دعاؤں کو قبولیت کا شرف نہ بخشے۔ اور اپنی برکات و انوار سے اسے مستفیض نہ کرے۔ مگر رمضان کے مبارک ایام کو یہ خصوصیت حاصل ہے۔ کہ ان ایام میں دعائیں جو کہ متجددہ طور پر کی جاتی ہیں۔ غیر معمولی طور پر قبولیت کا جامہ پہنتی ہیں۔ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا خدا خود زمین پر نزول فرماتا ہے۔ اور خصوصیت کیساتھ اہلِ جہان کو بشارت دیتا ہے۔ کہ ؎

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

پس گو خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کی دُعائیں سنتا ہے مگر ان ایام میں چونکہ رحمت الٰہی کی بارش برس رہی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی بوندیں ہر رُوحانی پیاسے پر پڑتی ہیں۔ اور ہر شخص اپنے اپنے دائرہ میں خدا تعالیٰ کی برکات و افضال کو حاصل کرتا ہے۔ جو شخص جس قدر زیادہ تقویٰ و نیکی کی راہ اختیار کرے گا۔ اسی قدر زیادہ خدا تعالےٰ کے فضلوں کے بادل اس پر رحمت کی بارش برسائینگے۔

اس مہینہ میں قرآن پاک کی تلاوت بہت زیادہ کرنی چاہیئے۔ جس کا روزوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ یعنی اس مہینہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کریم اس مہینہ میں نازل ہوا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر سال رمضان کے مہینہ میں جبرائیلؑ نازل ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے۔ جتنا اس وقت تک آپؐ پر نازل ہو چکا ہوتا۔ قرآن پاک نے اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔ کہکر نمازِ فجر کے بعد تلاوتِ قرآن کو افضل قرار دیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ قرآن مجید کے ادب و احترام کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی۔

پھر صدقہ و خیرات کا بھی روزوں کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔ روزوں کے ذریعہ جہاں اور بہت سے سبق ملتے ہیں وہاں ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ غریبوں اور محتاجوں کی خبر گیری کی جائے۔ کیونکہ انسان خود بھوکا پیاسا رہ کر اس بات کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ کہ ان غریب لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے جن پر کئی کئی دن فاقے سے گذرتے ہیں۔ پس صدقہ و خیرات کی طرف بھی ان ایام میں زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ احادیث میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان دنوں ایک تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم نے بھی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ اور وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ وغیرہ آیات میں مومنوں کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ انفاقِ فی سبیل اللہ سے کام لیتے۔ اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ لا تبذر وا تبذیرًا کہکر یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہدایت بھی کی کہ اتنی بیدردی سے مال نہ لٹاؤ۔ کہ خود خالی ہاتھ ہو جاؤ۔ اور لوگ تمہارے مال سے عیاش اور آوارہ ہو کر نکمے ہو جائیں۔

یوں تو ہر وقت بندے کو خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے مگر ان دنوں بالخصوص اللہ تعالیٰ کی خشیت کو اپنے دل پر غالب رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون۔ کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کا خوف مومن ہمیشہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اور اس کی ناراضگی کے ڈر سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں پس یہ ایام خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے گذارنے چاہئیں۔ اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو اسی کے احکام کے تابع رکھنا چاہیئے۔

غرض روزے اور پھر رمضان المبارک کے روزے صفائی قلب کا نہایت مجرب ذریعہ ہیں۔ چنانچہ اُمت محمدیہ کے صاحب کمال بزرگوں نے اپنے تجربہ کی بناء پر قرار دیا ہے کہ رمضان کا مہینہ تنویرِ قلب کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون یعنی روزوں کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ تم متقی بن جاؤ۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الصوم لی و انا اجزی بہ کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں ہی دوں گا۔ یوں تو ہر عمل جو خدا تعالیٰ کے لئے کیا جاتا ہے وہ اسی کے لئے ہوتا ہے۔ اور وہی اس کا بدلہ دیتا ہے۔ مگر مذکورہ بالا خصوصیت بلکہ فضیلت کی وجہ سے ایسا فرمایا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ روزہ کی جزا میں خود ہوتا ہوں۔ پھر اس سے بڑھ کر روزہ کی فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے؟ کہ اس کے بدلہ میں انسان کو دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ پس رمضان المبارک کے دن خاص برکتوں کے دن ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو پھر ایک دفعہ یہ مبارک ایام عطا کئے ہیں۔ ان کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان ایام کو خاص طور پر ذکر الٰہی۔ نوافل۔ صدقہ و خیرات اور قرآن خوانی میں گذارنا چاہیئے۔ تہجد کی نماز کا خصوصیت کے ساتھ التزام کیا جائے۔ اگر یہ ایام یونہی گذر جائیں اور انسان ان کی برکات سے فائدہ نہ اٹھائے تو اس سے بڑھ کر اور کون بد قسمت ہو سکتا ہے۔ محرومی کی وجہ محض سُستی اور کوتاہی ہوتی ہے۔ اس لئے سُستی اور کوتاہی سے بچنا چاہیئے۔ اور ہر ایک شخص کو ان ایام میں تمام احکام پر عمل کرتے ہوئے اپنے اوپر انقلاب لانیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ جب رمضان ختم ہو۔ تو وہ اپنے صحنِ سینہ میں پہلے سے زیادہ نورِ ایمان موجود پائے۔

قرآن کریم و احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے تجارب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رمضان کے دن رُوحانی بارش کے دن ہوتے ہیں۔ پس جس طرح موسمی بارشوں کے ایام میں لوگ اچھی طرح اپنی زمینوں کی نگہداشت کرتے ہیں۔ اور اچھے بیج ڈال کر اچھی فصل لیتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں چاہیئے۔ کہ ان ایام میں ذکر الٰہی اور دُعاؤں اور تضرع سے اپنے دلوں کی زمین کی آبیاری کریں۔ اور گناہوں اور گندے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جذبات سے ان کو پاک کر کے نیک اعمال اور پاک عزائم کا بیج بوئیں۔ اور بعد میں اس کی نہایت اچھی طرح سے نگہداشت کریں۔ اور روحانی فوائد سے متمتع ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ایام کو نیکی اور تقویٰ کے ساتھ گذارنے کی توفیق دے۔ اور وہ ہم سب کے ساتھ ہو۔

(امۃ الحفیظ بنت جناب چوہدری غلام حسین صاحب بی۔ اے۔ ایس قادیان)

موجودہ جنگ کے متعلق ہمارا اوّلین فرض

گذشتہ جنگ کی ہولناکیوں سے ہم میں سے کئی واقف ہوں گے۔ مگر پچھلی جنگ اور موجودہ جنگ میں ایک فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ اُس جنگ کے دوران میں ہندوستانیوں کو جنگ کے حالات سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ لڑائی ہم تک نہیں پہنچ سکتی۔ مگر آج ہندوستان کے بچہ بچہ کی زبان پر لڑائی کے حالات کا ذکر ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسی آگ ہے جو کسی کو بھی جلائے بغیر نہ چھوڑیگی۔ بلکہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ یورپ کی چھوٹی چھوٹی اقوام کا جو حشر ہوا۔ وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اس وقت کوئی قوم اپنے آپ کو غیر جانبدار کہہ کر جنگ کے ہولناک اثر سے نہیں بچ سکتی۔ آج ہر زندہ قوم کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اس کشمکش میں وہ کس کا ساتھ دے۔ جو قومیں بظاہر غیر جانبداری کا اعلان کرتی ہیں ان کی جنگی تیاری اور گھبراہٹ بھی اس بات کو اظہر من الشمس کرتی ہے کہ ان کا غیر جانبداری کا ادعا صرف الفاظ تک ہی محدود ہے۔ ورنہ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھے ہوئی ہیں۔ کہ آج یا کل ہمیں اس آگ میں ضرور کودنا ہوگا۔

ان حالات میں ہندوستانیوں کے لئے از حد ضروری ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کی امداد کریں۔ اور نہ صرف فوج میں بھرتی ہو کر ملکی دفاع میں حصہ لیں۔ بلکہ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی ہے۔ وہ حضور وائسرائے کے جنگی فنڈ میں زیادہ سے زیادہ روپیہ دیں۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ ہندوستانیوں کا ایک کثیر حصہ اپنے فرض کو خوش اسلوبی سے ادا کر رہا ہے مگر افسوس کہ ابھی تک ایک طبقہ اسی الجھن میں مبتلا ہے۔ کہ موجودہ جنگ میں ہندوستانیوں کو انگریزوں کی مدد کرنی چاہیئے یا نہیں۔ حالانکہ اگر ہم غور سے کام لیں۔ تو اس حقیقت تک پہنچنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ جرمنی نے غریب اور کمزور اقوام پر تسلط جمانے کے لئے جس شرمناک بربریت کا مظاہرہ کیا ہے۔ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چوٹی کے لیڈر خواہ وہ کسی مذہب اور فرقہ سے تعلق رکھنے والے ہوں اس بات کا بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ ہٹلرازم ایک لعنت ہے۔ جسے کبھی دنیا میں رائج نہیں ہونا چاہیئے۔ پس نہ صرف ہندوستانی ہونے کے لحاظ سے بلکہ انسانی ہمدردی کے تقاضا کے لحاظ سے بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ انگریزوں کی امداد کریں۔ پھر ہمارے مفاد اب کچھ اس طرح انگریزوں سے وابستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو گئے ہیں کہ اس وقت انگریزوں کی مدد کرنا در اصل اپنی مدد آپ کرنا ہے۔ اس وقت تک ہندوستانی جسقدر آزادی حاصل کر چکے ہیں۔ وہ خواہ تھوڑی ہو یا بہت۔ اس میں شبہ نہیں کہ اگر کوئی اور حکومت ہندوستان پر قبضہ کرلے۔ تو ہندوستانیوں کو موجودہ آزادی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ بیشک غلامی بہت بڑی بلا ہے مگر جذبۂ وفاداری اور اخلاق قوموں کی عزت اور آبرو کا موجب ہوتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وفاداری دکھا ہی وہ قوم سکتی ہے۔ جو یا تو آزاد ہو۔ اور یا پھر آزادی کے قریب پہنچ چکی ہو۔ ورنہ غلام قومیں اس قسم کے اوصاف کھو بیٹھتی ہیں۔ پس جو لوگ بھرتی ہو کر جنگ میں شامل ہو سکتے ہیں وہ بھرتی ہو جائیں اور جو لوگ جنگ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ان کا فرض ہے کہ اگر وہ روپیہ سے مدد کر سکتے ہیں تو روپیہ سے مدد کریں۔ اور اگر روپیہ سے مدد نہیں کر سکتے تو سجدوں میں گر جائیں اور خدا تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں کریں۔ کہ وہ دنیا میں امن قائم کرے۔ اور موجودہ جنگ کو اسلام اور احمدیت کے لئے مفید ثابت کرے۔

(زبیدہ شفقت بنت خواجہ شمس الدین صاحب سہگل)

درخواستہائے دعا

(۱) میری صحت بہت دنوں سے خراب ہے۔ دردمندانہ التجا ہے کہ میری بحالی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔
(عنایت بیگم نسیم بنت خواجہ محمد شریف صاحب پوسٹ ماسٹر مردان)

(۲) میری اہلیہ کو کاربنکل نکلا ہوا ہے جس سے انکو سخت تکلیف رہی ہے۔ اب قدرے آرام ہے۔ بہنیں انکی کامل صحت کیلئے دعا کریں۔ (خاکسار حکیم اللہ دتا امیر جماعت احمدیہ درگانوالی)

اخلاقی اور روحانی مشعلیں

چند حکمت آموز حکایات

(۱)

ایک نحوی دریا عبور کرنے کے لئے کشتی میں بیٹھا۔ راستہ میں کشتی بان سے پوچھنے لگا۔ کہو میاں ملاح تم نے کچھ نحو بھی پڑھی ہے؟ ملاح نے کہا نہیں حضرت میں نے نحو تو نہیں پڑھی۔ نحوی نے کہا۔ واہ میاں! تم پر افسوس کہ تم نے اپنی آدھی عمر برباد کردی۔ کشتی بان یہ بات سنکر خاموش ہو رہا۔ اتنے میں دریا کا پانی موجیں مارنے لگا۔ اور کشتی ڈگمگانے لگی۔ جسپر نحوی صاحب کچھ گھبرائے۔ ملاح نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا۔ حضرت! آپنے کچھ تیرنا بھی سیکھا ہے یا نہیں؟ نحوی صاحب بولے۔ میاں تیرنا تو ہمیں نہیں آتا۔ ملاح بولا حضرت! آپ پر افسوس کہ آپ نے اپنی ساری عمر برباد کردی اور تیرنا نہ سیکھا۔ کشتی تو اب ڈوبنے ہی والی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کو کسی ایک علم یا فن میں کمال حاصل ہو جانے پر شیخی نہیں بگھارنی چاہیئے۔

(۲)

مشہور حکیم جالینوس نے ایک روز اپنے شاگردوں سے کہا کہ مجھے فلاں دوا دو۔ ایک شاگرد بولا حضرت! وہ دوائی تو مرضِ جنون میں دی جاتی ہے۔ کیا وہ دوا آپ کھائیں گے۔ فرمایا۔ ہاں میں ہی کھاؤں گا بات یہ ہے کہ آج رستہ میں ایک مجنون میری طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متوجہ ہوا۔ وہ تھوڑی دیر تک تو مجھے گھورتا رہا پھر مجھے آنکھ سے اشارہ کیا اور اس کے بعد میری آستین پھاڑ ڈالی۔ اگر مجھ میں کوئی مشابہت کی بات نہ پاتا تو وہ میری طرف رخ کیوں کرتا۔ پس جب دو شخص آپس میں ملیں تو یقین کرنا چاہیئے کہ ان میں کوئی مشترک نسبت ضرور موجود ہے اسی تمثیل کو ایک اور بزرگ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ میں نے ایک کوّے اور کبوتر کو اکٹھا بیٹھے دیکھا تو میں محوِ حیرت رہ گیا کہ دونوں کیسے اکٹھے ہو گئے۔ آخر جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں لنگڑے تھے۔ سچ ہے۔

۵۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز

اسی لئے کہا گیا ہے۔ لَا تَسْئَلْ عَنِ الْمَرْءِ بَلْ سَلْ عَنْ قَرِیْنِہٖ۔ کہ کسی شخص کے اطوار معلوم کرنا چاہو تو اس کے ساتھیوں کی حالت سے اندازہ کر لو۔

(راقمہ شہزادی تسنیم ادیب عالم کوچہ گگے زیاں لاہور)

نمائش کے متعلق ایک تجویز

الفضل کے ایک تازہ پرچہ میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نمائش میں چیزیں بھیجنے کے لئے چند سطور پڑھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ نمائش کو اگر اس طور پر چلایا جائے جس طرح کہ ہمارے کالجوں اور سکولوں میں جنگی فنڈ کے لئے سیل (Sale) وغیرہ کے ذریعے روپیہ اکٹھا کیا جاتا ہے جس میں لڑکیاں چھوٹی چھوٹی چیزیں بنا کر دیتی ہیں۔ مثلاً گڑیاں۔ چھوٹے بچوں کے فراک۔ میز پوش۔ گدیوں اور تکیوں کے غلاف۔ ٹرے کلاتھ وغیرہ۔ تو اس طرح بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ ان پر لاگت بھی تھوڑی آتی ہے اور بکتے بھی زیادہ ہیں۔ چونکہ ان کا استعمال ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے لوگ ان چیزوں کو ضرور خریدتے ہیں۔ اس طرح جس چیز پر تین آنے لاگت آتی ہے۔ وہ چیز نو آنے کو بک جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس کی سلائی میں صفائی ہو۔ اور اس کی بناوٹ جدید طرز پر ہو۔ عام طور پر ہماری سیل (Sale) پر ۵۰ کے قریب لاگت آتی ہے۔ مگر آمد ۱۵۰ روپیہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ کبھی کبھی اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ سو میرا خیال ہے کہ اگر سالانہ جلسہ پر بھی نمائش کے ساتھ اس قسم کی سیل (Sale) ہو جائے۔ تو کافی نفع ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر ہر لڑکی خواہ قادیان کی ہو یا باہر کی ۴ر تک لاگت کی کوئی چیز بنا کر دے تو ہمیں ۵ر فی چیز نفع ہو سکتا۔

سیل میں ان چیزوں کے علاوہ اگر کھانے پینے کی چیزیں بھی ہوں تو زیادہ اچھا ہے۔ مثلاً جلسہ کے دنوں میں پان۔ مونگ پھلی۔ ریوڑیاں اور پکوڑے وغیرہ کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ اب دیکھئے ایک پان بازار میں ایک پیسہ کو ملتا ہے۔ لیکن اگر گھر بنائے جائیں۔ تو پیسے کے تین پڑتے ہیں۔ گویا ایک پیسہ کے پان پر ۲ پیسے نفع ہو سکتا ہے۔ اس طرح کی سیل (Sale) قادیان کی نمائش کا اشتہار بھی ہو گی اور لجنہ کو بھی فائدہ ہو گا۔

جس طرح لوگ جنگی فنڈ کے سلسلے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ یہ فضول خرچی نہیں سمجھی جاتی بلکہ ایک طرح کی امداد ہوتی ہے۔ اسی طرح میرا خیال ہے کہ اس سیل (Sale) پر بھی بہنیں کثرت کے ساتھ لجنہ کی بہبودی کے لئے چیزیں خریدیں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کام کی ذمہ واری سکول کی لڑکیاں اور مرکزی ناصرات الاحمدیہ لے سکتی ہیں۔ مختلف اشیاء چند ایک لڑکیوں کے سپرد کر دی جائیں۔ جن کے بنانے، سجانے اور باقاعدہ رکھنے کی وہ ہر طرح ذمہ وار ہوں۔

(تنویر از امرتسر)

لجنہ اماء اللہ بھاگو بھٹی کا دوسرا اجلاس

۲۳ جولائی۔ چوہدری کریم بخش صاحب کے مکان پر جلسہ منعقد ہوا۔ صدر جلسہ محترمہ مبارکہ قمر صاحبہ تھیں۔ تلاوت قرآن کریم ارشاد اختر بنت بابو محمد غیاث صاحب فاروقی نے کی۔ پھر ایک نظم بھی کلام محمود سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ آف رسولپور سکرٹری لجنہ درگانوالی نے "اعمال صالحہ" سے کچھ اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اور بتایا کہ بچے جھوٹ بولنا کیونکر سیکھتے ہیں۔ خاکسارہ نے "مصباح" سے ایک مضمون بعنوان "مسلمان خواتین کے لئے لمحہ فکریہ" پڑھ کر سنایا۔ بعد میں محترمہ مبارکہ قمر صاحبہ نے احمدیت کے قیام کے مقصد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اغراض پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ پھر تمام احمدی عورتوں کو ادائیگی چندہ کی تحریک کی جس پر تمام عورتوں نے وعدہ کیا کہ وہ اب باقاعدہ چندہ دیں گی۔ اس کے بعد ممبر سے غریب خانہ پر محترمہ مبارکہ قمر صاحبہ کی آمد کی خبر سن کر غیر احمدی عورتیں آئیں۔ ان کی خواہش پر محترمہ مبارکہ قمر صاحبہ نے تقریر کی اور اعتراضات کے جواب دیئے۔ محترمہ موصوفہ کی آمد کا بہت اچھا اثر ہوا ہے۔

(قمر النساء فاروقی سیکرٹری تبلیغ)

لجنہ اماء اللہ درگانوالی کا تیسرا اجلاس

۲۴ جولائی۔ زیر صدارت محترمہ مبارکہ قمر صاحبہ تقریباً گیارہ بجے دوپہر جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ محترمہ مریم صاحبہ نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اور نظم درثمین میں سے پڑھی۔ مکرمہ عالم بی بی صاحبہ نے تحفہ لارڈ ارون میں سے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ خاکسار نے اعمال صالحہ میں سے ایک حصہ پڑھ کر سنایا اور بتایا کہ انسان اعمال صالحہ کس طرح کر سکتا ہے۔ پھر محترمہ مبارکہ قمر صاحبہ نے ایک مبسوط تقریر کی۔ جس میں بتایا کہ تمام احمدی ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ اگر درخت کو ضعف پہنچے گا۔ تو سب شاخیں مرجھا جائیں گی۔ اسلئے ہر مومن کو اپنے بھائی کی عزت کو اپنی عزت سمجھنا چاہیئے پھر بتایا کہ احمدی اخلاق کیا ہیں۔ اور ہر احمدی کا اسوہ اپنے آقائے نامدار کے اسوۂ حسنہ کی طرح ہونا چاہیئے جب یہ بات پیدا ہو جائے گی۔ دنیا خود بخود کھچی چلی آئے گی۔ آخر میں انہوں نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا کہ دو مہینہ تک جلسہ کی کارروائی کیوں رکی رہی۔ چونکہ موصوفہ بیمار ہو گئی تھیں۔ اور دو مہینہ تک بیمار رہیں۔ اس لئے لجنہ نے بھی جلسہ کے انعقاد کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ ماہوار جلسہ ایک فرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منصبی ہے۔ اس میں کوتاہی ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔

اس دورہ میں محترمہ مبارکہ قمر صاحبہ نے موضع بھاگو بھٹی اور بھٹے کلاں میں بھی تقریریں کیں۔ جن میں احمدیت کے قیام کی اغراض بتائیں اور پابندی نماز کے متعلق ہدایات دیں۔ ایک تقریر موضع رسولپور میں کی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمۃ للعالمین ہونا ثابت کیا۔ اور جو احسانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مذاہب پر کئے ہیں۔ وہ بیان کئے۔ جلسہ میں مسلمان عورتیں زیادہ تعداد میں تھیں۔ نیز ہندو اور عیسائی عورتیں بھی تھیں +

(خاکسار عزیزہ بیگم سکرٹری لجنہ درگانوالی)

لجنہ اماء اللہ سیدوالا کا جلسہ

۲۵ ماہ ظہور ۱۳۲۱ ہش لجنہ اماء اللہ سیدوالا ضلع شیخوپورہ کا ماہوار اجلاس ماسٹر محمد ابراہیم صاحب امیر جماعت احمدیہ کے مکان پر ہوا۔ ۱۲ احمدی اور چھ غیر احمدی عورتیں شامل ہوئیں۔ تلاوت قرآن کریم سکینہ نے کی۔ عاجزہ نے فقہ احمدیہ سے آداب نماز جمعہ پڑھ کر سنائے۔ اور حمیدہ نے دُرِّ ثمین سے نظم اور الفضل سے ملفوظات پڑھ کر سنائے اور میاں غلام محمد صاحب زرگر نے وعظ کیا +

(اُمِّ اسماعیل سکرٹری لجنہ از سیدوالا)

قریباً ایک ماہ سے میری دادی جان کے ہاتھ کو جل جانے کے باعث سخت تکلیف ہے انکی صحت کیلئے دعا کی جائے۔ (بشریٰ اختر درجہ اولیٰ)

تحریک جدید اور احمدی لڑکیاں

ہمارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چند سالوں سے تحریک جدید کے نام سے جو تازہ اور اہم تحریک جماعت کے سامنے پیش فرمائی ہے۔ اپنے اندر ایسے غیر معمولی فوائد اور برکات رکھتی ہے۔ کہ اگر ہماری جماعت کے افراد اس پر صحیح رنگ میں عمل پیرا ہوں تو یقیناً تھوڑے عرصہ میں ہی وہ دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیں۔ مگر چند باتیں جو میں اسجگہ بیان کرنا چاہتی ہوں۔ وہ خصوصیت کے ساتھ احمدی لڑکیوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہ امر واضح ہے کہ جبتک ترقی کرنے والی قوم کا نوجوان گروہ یا وہ جسے صنف نازک کہا جاتا ہے۔ عقلمند۔ ذی فہم۔ حوصلہ مند اور مستقل مزاج نہ ہو۔ قوم کا ترقی پانا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن امر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے تحریک جدید میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علاوہ مشترکہ مطالبات کے احمدی خواتین سے بعض مستقل مطالبات بھی کئے ہیں۔ جن سے ہر احمدی عورت پوری طرح آگاہ ہے۔ مگر باوجود ان مطالبات سے واقف ہونے کے تاحال ہم میں ایک حصہ ایسا ہے۔ جو ان مطالبوں پر پوری طرح عمل نہیں کرتا۔ اور یہ ایک ایسا نقص ہے۔ جسے جلد سے جلد دور ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ایک اور نقص یہ ہے کہ جب کسی بہن کے متعلق یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس نے زیور پہنے ہوئے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا گوٹہ اس کے لباس پر لگا ہوا ہے۔ یا اس کا لباس قیمتی ہے۔ تو بعض لڑکیاں فوراً اس پر تحریک جدید کے خلاف چلنے کا الزام لگا دیتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اپنی بہنوں کو غلطی سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ انہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے احکام پر چلنے کی ہدایت کریں۔ مگر ہمارے لئے یہ یہ دیکھنا بھی تو ضروری ہے کہ جس بہن نے زیور پہنے ہوئے ہیں یا کپڑوں پر گوٹہ لگایا ہوا ہے۔ وہ زیور اور گوٹا آیا تحریک جدید سے پہلے کا ہے یا بعد کا ہے۔ اگر بعد کا ہے تو واقعہ میں یہ ایک قابلِ اعتراض امر ہوگا۔ اور ہمارا فرض ہوگا کہ اسے سمجھائیں لیکن اگر وہ چیزیں تحریک جدید سے پہلے کی ہیں۔ تو پھر ان کا استعمال ممنوع نہیں۔ اور نہ اس بنا پر کسی عورت پر اعتراض کرنا معقول امر ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"جو عورتیں اس تحریک میں شامل ہوں۔ وہ گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ قطعاً نہ خریدیں۔ یہ باتیں میں کانگرسی نقطۂ نگاہ سے نہیں کہتا۔ اس لئے اس کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ پہلے جو چیزیں موجود ہیں انکو بھی ضائع کرنے یا جلا دینے کا حکم ہے۔ بلکہ یہ مطالبات اس لئے ہیں کہ ہمیں دین کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ پس اگر پچھلا موجود ہو۔ تو اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مگر آئندہ سے خریدنا بند کر دیں۔"

(مطالبات تحریک جدید صفحہ ۲۲)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحریک جدید سے پہلے کا خریدا ہوا گوٹہ اور فیتہ وغیرہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ البتہ نیا خریدنا منع ہے۔ اب اس اصل کے ماتحت ہمیں یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ بعجلت کسی پر اعتراض کرنا شروع کر دیں۔ بلکہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ پہلے باتوں باتوں میں دریافت کیا جائے کہ کیا یہ اشیاء اب بنوائی گئی ہیں یا تحریک جدید سے پہلے کی ہیں۔ اگر معلوم ہو۔ کہ تحریک جدید کے خلاف عمل کیا گیا ہے اور اس تحریک کے بعد یہ چیزیں بنائی گئی ہیں تو مناسب الفاظ میں اپنی بہن کو سمجھا دینا چاہیئے۔ اور جب تک وہ اپنے اس فعل سے باز نہ آئے۔ اُسے سمجھاتے رہنا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ کہے کہ یہ چیزیں تحریک جدید سے پہلے کی ہیں۔ تو ہمیں اس کی بات پر اعتبار کرنا چاہیئے اور اس کے متعلق کسی قسم کی بدظنی سے کام نہیں لینا چاہیئے تحریک جدید کی اصل غرض درحقیقت کفایت شعاری اور سادگی اختیار کرنا ہے۔ اور یہ غرض ہمیں اپنے تمام کاموں میں مدنظر رکھنی چاہیئے۔ اگر بالفرض ہم گوٹہ کناری سے تو پرہیز کرتی ہیں لیکن اور بیسیوں مقامات پر بے دریغ روپیہ خرچ کر دیتی ہیں تو یہ نہیں کہا جا سکیگا کہ ہم نے تحریک جدید پر عمل کیا۔ کیونکہ جن چیزوں کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے معین رنگ میں ممانعت فرمائی ہے۔ ان کی ممانعت کی اصل غرض سادگی اختیار کرنا۔ اور ہر قسم کے اخراجات میں کفایت سے کام لینا ہے۔ اور اگر تحریک جدید کے صرف ظاہر پر عمل کر کے کسی اور طرح اخراجات میں اسراف سے کام لے لیا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو یقیناً ہمارا یہ عمل تحریک جدید کی اصل روح کے منافی ہوگا پس تمام بہنوں کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مطالبات پر عمل کرتے ہوئے نہ صرف ان چیزوں کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بیان فرمائی ہیں۔ بلکہ اپنے تمام اخراجات میں بھی کفایت سے کام لینا چاہیئے۔ اور ہر قسم کے اسراف سے بچنا چاہیئے۔

(احمدی بیگم زہرہ قادیان)

جلسہ سالانہ کے متعلق ہمارا فرض

پیاری بہنو! ہمارا جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ ہمیں اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ پہلے تو چندہ جلسہ سالانہ جلد از جلد ادا کرنا چاہیئے۔ پھر انتظام جلسہ کے متعلق ضروری اور قابل اصلاح امور جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی خدمت میں لکھنے چاہئیں۔ ہمیں سال میں ایک دفعہ خدا کی باتیں سننے کا موقع ملتا ہے۔ مگر وہ بھی باوجود لاؤڈ سپیکر کے ہماری بعض بہنوں کے شور و غوغا کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بصیرت افروز تقریر بھی صحیح طور پر نہیں سنی جا سکتی۔ میرے خیال میں مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل ہونا ضروری ہے (۱) منتظم صاحب جلسہ کو چاہیئے۔ کہ ہر قسم کی خرید و فروخت کو جلسہ میں قطعاً بند کر دیں حتیٰ کہ جلسہ کے اردگرد بھی کوئی چیز فروخت نہ ہو (۲) بچوں والی عورتوں کیلئے کوئی الگ انتظام ہونا چاہیئے جیسا کہ پرانے جلسہ گاہ میں ہوتا تھا۔

دعائے مغفرت

(۱) مورخہ ۲۷ ماہ ظہور ۱۳۲۱ہش بروز بدھ بوقت پونے چھ بجے صبح میری دادی صاحبہ بفضلہ الٰہی فوت ہو کر اپنے مالک حقیقی کو جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ کو کافی عرصہ سے دمہ کا عارضہ تھا۔ جو کہ ضعیفی کے عالم میں زیادہ ہو گیا۔ اور عرصہ تین ماہ سے جوڑوں اور پیٹ میں درد کی شکایت پیدا ہو گئی۔ جس سے دن بدن کمزور ہوتی گئیں۔ اور اسی بیماری سے وفات پائی۔

قادیان میں آئے ہوئے ان کو گیارہ ماہ کا عرصہ گذرا تھا۔ یہاں آنے سے پیشتر آپ کسی قدر سلسلہ کی مخالف تھیں۔ مگر چونکہ ایک دو مرتبہ پہلے بھی دارالامان آچکی تھیں۔ اور یہاں کے حالات سے واقف تھیں۔ اس لئے اس مرتبہ آپ جب آئیں۔ تو بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر ہم لوگوں نے عمداً ان کو اس سے روکا۔ اور کہا کہ آپ پہلے بخوبی سوچ سمجھ لیں۔ پھر بیعت کرا دی جائیگی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد جب سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر آپ کو یقین کامل ہو گیا۔ تو آپ کی بیعت کرا دی گئی۔ بیعت کے چند ماہ بعد آپ نے وصیت بھی کر دی۔ چنانچہ آپ مقبرہ بہشتی میں دفن ہو کر خدا تعالیٰ کے انعامات کی وارث ہوئیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ستر سال کی تھی۔

(احمدی بیگم زہرہ بنت شیخ فضل حق صاحب قادیان)

(۲) میری دختر نیک اختر صالحہ بیگم ۷ اپریل ۱۹۴۲ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دخترانِ احمدیت سے خطاب

(از جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر)

دخترانِ احمدیت یاد ہے اگلا سماں
خدمتِ اسلام میں وہ تھیں کمر بستہ مدام

تربیت اسلام کے بچوں کی ان کا کام تھا
وہ نبوت اور خلافت کی اطاعت میں غرق

محترز غیبت سے رہتیں طعنوں سے رہتیں نفور
تھیں وہ پابندِ شریعت اور پابندِ حیا

تم میں سے بھی کچھ صحابیات ہیں کچھ ہیں بنات
یہ اگر سچ ہے تو کر لو خدمتِ دینِ خدا،

نعمتیں تم کو خدا نے دی ہیں تم شاکر بنو
کیا کوئی تم میں ہے جو سویا ہو بھوکا رات کو

ہو فدائے احمدیت ہو فدا اسلام پر
اپنے ایماں کو بچاؤ سرقہء شیطان سے

جاگتے سوتے ہوئے دن رات اُٹھتے بیٹھتے
تم نمونہ چھوڑ جاؤ آنے والی نسل کو

ہو تمہاری نیک اعمالی سے اسلامی عروج
تم خدا کے سامنے جب ہو فرشتے شوق سے

وہ محمدؐ کی صحابیات کی قربانیاں
اُن کے چہروں پر درخشاں نورِ ایماں کے نشاں

وہ حقوق ازدواجی کی تھیں کامل پاسباں
کام تھا ان کا وہ کرتیں حفظ ناموس و اماں

حمد خالق میں رہا کرتی تھیں وہ رطب اللساں
جان و مال اولاد کی کرتی رہیں قربانیاں

تم کو بھی ارمان ہے جنت میں مل جائیں مکاں
ہے یہی دار العمل اور ہے یہ وقتِ امتحاں

اگلوں نے فاقے کئے اور کھائیں سوکھی روٹیاں
کیا کوئی تم میں سمیہؓ ہے کہ دی تھی جس نے جاں

تاکہ تم دنیا میں بھی عقبیٰ میں بھی ہو کامراں
بھر دو اولادوں کے دل میں نیکیاں ہی نیکیاں

حمد خالق نعتِ احمدؐ ہو سدا وردِ زباں
تا رہیں پیشِ نظر اُن کے تمہاری خوبیاں

آنے والوں کی زباں پر ہو تمہاری داستاں
کہہ اٹھیں دیکھو وہ آتی ہیں بہشتی بیبیاں

ہے دُعا گوہر کی یارب زندہ کر اسلام کو
مال بھی حاضر ہے۔ تیرے واسطے حاضر ہے جاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)